© rasailojaraid.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظرات

پندرھویں صدی ہجری کا آغاز ہوتے ہی یعنی عرب ملکوں کے کیلنڈر کے مطابق یکم محرم الحرام ۱۴۰۰ھ کو مسجد حرام میں جو ایک نہایت سنگین اور حد درجہ المناک حادثہ پیش آیا ہے اس پر عالم اسلام جتنا بھی ماتم اور آہ و فغاں کرے کم ہے، جب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً وکرامۃً فتح ہوا ہے، اگرچہ بنی اُمیّہ اور قرامطہ کے دور میں بڑے بڑے حوادث پیش آئے، لیکن ایسا ایک دن کبھی نہیں آیا کہ مسجد حرام میں اذان اور نماز با جماعت نہ ہوئی ہو اور بیت اللہ شریف طواف کرنے والوں سے بالکل خالی رہا ہو، پوری تاریخ اسلام میں یہ پہلا موقع تھا کہ حادثہ مذکورۂ بالا کے باعث دس روز تک مسجد حرام میں نہ ایک وقت کی اذان اور نماز ہوئی اور نہ کسی نے خانۂ کعبہ کا طواف کیا۔ راقم الحروف تیسری بین الاقوامی سیرت کانفرنس کے سلسلہ میں ان دنوں میں دوحہ، قطر میں تھا۔ وہاں مغرب کے بعد ہم لوگ روزانہ ٹی۔وی پر مسجد حرام اور خانۂ کعبہ کی ویرانی کا یہ ہوشربا منظر دیکھتے اور روتے چیختے تھے، اور آخر کیوں نہ ہو۔

لِمِثْلِ ھٰذَا یَذُوْبُ الْقَلْبُ مِنْ کَمَدٍ   اِنْ کَانَ فِی الْقَلْبِ اِسْلَامٌ وَّاِیْمَانٌ

ترجمہ:۔ اگر دل میں اسلام اور ایمان ہو تو اس جیسے واقعہ پر غم کے باعث پگھل جانا چاہیئے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ اس واقعۂ شنیعہ کے ذمہ دار ہیں وہ انتہائی شدید جرم کے مرتکب اور سخت سزا کے سزاوار ہیں، قرآن مجید میں اُن لوگوں کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے جو عام مساجد میں اللہ کا ذکر ممنوع کرتے ہیں؛ اور یہ معاملہ تو مسجد حرام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور بیت اللہ کا ہے اس بنا پر اس طائفۂ طاغیہ و باغیہ کے ساتھ جو سلوک بھی کیا جائے حق اور درست ہے۔ اس سلسلہ میں سعودیہ عربیہ گورنمنٹ نے جس حزم و احتیاط اور مسجدِ حرام کی حرمت و عزت کے پاس اور لحاظ کے ساتھ اس فتنۂ عظیم کا قلع قمع کیا ہے بے شبہ وہ اس پر تمام عالم اسلام کی طرف سے تحسین و ستائش اور شکریہ کی مستحق ہے، فَجَزَاهُمُ اللہُ جَزَاءً خَيْرًا عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ۔

لیکن ہر شر میں ایک پہلو خیر کا بھی ہوتا ہے، اسی وجہ سے بزرگوں نے حوادث کو قدرت کی طرف سے ایک تنبیہ اور اعلام قرار دیا ہے، کیوں کہ یہ حوادث اگر طبع سلیم اور دماغ روشن و بیدار ہو، انسان میں احتسابِ نفس اور اپنے سرمایۂ فکر و عمل پر ایک تنقیدی نظر ڈالنے کا جذبہ پیدا کرتے ہیں، اور انسان اگر تبہ ان حوادث سے دوچار ہونے کے بعد ہشیار ہوتا اور آئندہ کے لئے ان حوادث کی زد سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا ہے، بدبخت و بدنصیب ہے وہ انسان جو قدرت کی طرف سے اس تنبیہ کی پروا نہیں کرتا، اس پر اللہ کی حجت تمام ہو کے رہتی ہے۔ اس وقت دنیا میں جو مسلمان حکومتیں قائم ہیں اُن کو سمجھنا چاہیئے کہ دولت حکومت اور آزادی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں لیکن ہر نعمت اسی وقت نعمت اور ذریعۂ خوش حالی و رفاہیت ہے جب کہ اس کا استعمال اسلام کی تعلیمات اور احکام ربانی کے مطابق ہو تو یہ اس نعمت کا شکر ہے جس سے قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی کے مطابق اس نعمت کو پائداری حاصل ہوتی اور اس میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو یہ اس نعمت کا کفران ہے اور اس کا انجام تباہی اور خسران و ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اس کفران کا ظہور خوفِ آخرت اور خشیتِ ربانی کے بجائے اسلام کے ضوابط اخلاق و عمل سے یکسر بے قیدی و آزادی۔ دنیا پرستی۔ اتباعِ اہواء و شہوات، ظلم و جور، اسراف و تبذیر اور خلقِ خدا کی خدمت اور اُن کی نفع رسانی سے اغماض و بے توجہی کی شکل و صورت میں ہوتا ہے، یہ قانونِ فطرت بھی ہے اور تاریخ کا فلسفہ بھی۔ قرآن مجید میں اعلیٰ اخلاق و مکارم اور سماجی فلاح و بہبود (SOCIAL JUSTICE) سے متعلق جو احکام و ہدایات ہیں ان کے علاوہ قرآنی قصص و حکایات میں اسی قانونِ فطرت کی تمثیل کی گئی ہے، تاکہ اربابِ حکومت و دولت ان سے عبرت پذیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوں اور اُن اعمال و افعال سے مجتنب رہیں جو تاریخ عالم میں حکومتوں کے سقوط و زوال کے اسباب رہے ہیں۔

قرآن نے اس سلسلہ میں جو کچھ کہا وہ قانونِ فطرت ہے جو ہمیشہ سے برروئے کار ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ لیکن ہمارا زمانہ سائنس اور ٹکنالوجی کی غیر معمولی ترقی کا زمانہ ہے، عوام کی بیداری اور اپنے حقوق کے لئے جدوجہد اور تحریکوں کا دَور ہے جمہوریت کا عہد ہے۔ شہنشاہیت اور استبداد کی دیواریں گر رہی ہیں، اور اسلام کی تعلیمات کا اثر ہے کہ طبقاتیت، اور رنگ و نسل قومیت و وطنیت اور سرمایہ داری کی قبائے پارینہ کی دھجیاں فضا میں اُڑ رہی ہیں، اس بنا پر اس قانون فطرت کا جو ظہور پہلے صدیوں میں ہوتا تھا اب وہ چند برسوں اور مہینوں میں ہونے لگا ہے، وقت کا تقاضا اور مطالبہ ہے کہ مسلمان حکومتیں صدقِ دل سے اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اسی طرح وہ اقوام عالم کے موجودہ بحرانی دَور میں اپنی حفاظت اور بقا کا سرو سامان کر سکتی ہیں، اور نہ صرف یہ، بلکہ دنیا کے لئے ایک مینارۂ روشنی ثابت ہو سکتی ہیں۔

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ہ

اسوۂ حسنہ (حصّہ اول)

اُسوۂ نبی یعنی مصائب سرورِ کونین کا بیان:۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ہر منزل میں سراپا اُسوہ اور نمونہ ہے۔ اسوۂ نبی کے اس حصہ میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا وہ پہلو نمایاں کیا گیا ہے جس کا تعلق مصائب اور اذیتوں سے ہے۔ موجودہ دَور میں اس کتاب کا مطالعہ مسلمانوں کیلئے مفید اور سبق آموز ہے۔

سائز $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ قیمت مجلد پانچ روپیہ

© rasailojaraid.com